روزنامہ الفضل ربوہ
CPL 61
فون 213029
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد 47-82 نمبر 265 | جمعرات 26 رجب 1418ھ 27 نبوت 1376ھش 27 نومبر 1997ء

## تقرر صدر مجلس انصار اللہ و نائب صدر صف دوم

انتخاب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان و نائب صدر صف دوم بابت سال 99-1998ء مورخہ 16 نومبر 1997ء کو عمل میں آیا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی خدمت میں انتخاب صدر کی رپورٹ پیش ہوئی۔ حضرت صاحب نے ازراہ شفقت شوریٰ کی کثرت رائے کو منظور فرماتے ہوئے آئندہ دو سال کے لئے مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب کو صدر مجلس انصار اللہ پاکستان اور مکرم سید خالد احمد شاہ صاحب کو نائب صدر صف دوم مجلس انصار اللہ پاکستان کے تقرر کی منظوری فرمائی ہے۔
(قائد عمومی مجلس انصار اللہ پاکستان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

یہ بالکل سچی بات ہے کہ قول کی طرف دیکھو۔ قائل کی طرف خیال مت کرو۔ اس طرح پر انسان سچائی کے لینے سے محروم رہ سکتا ہے اور اندر ہی اندر ایک عجب و نخوت کا بیج پرورش پا جاتا ہے' کیونکہ یہ اگر صرف سچائی اور صداقت کا طالب ہے تو پھر دوسروں کی عیب شماری سے اس کو کیا غرض۔

واعظ اپنے لئے کوئی ایک بات نکال لے' مگر تم کو اس سے کیا غرض۔ تمہارا مقصود اصلی تو طلب حق ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ لوگ بے موقع' بے محل' بے ربط بات شروع کر دیتے ہیں اور پند و نصیحت کرتے وقت امور مقتضائے وقت کا ذکر نہیں کرتے اور نہ ان امراض کا لحاظ رکھتے ہیں۔ جن میں مخاطب مبتلا ہوتے ہیں بلکہ اپنے سوال کو ہی مختلف پیرایوں میں بیان کرتے ہیں۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 373)

جب تک (عبادت) میں تضرع سے کام نہ لے اور دعا کے لئے (عبادت) کو ذریعہ قرار نہ دے۔ (عبادت) میں لذت کہاں۔

یہ ضروری بات نہیں ہے کہ دعائیں عربی زبان میں کی جاویں' چونکہ اصل غرض (عبادت) کی تضرع اور ابتہال ہے' اس لئے چاہئے کہ اپنی مادری زبان میں ہی کرے۔ انسان کو اپنی مادری زبان سے ایک خاص انس ہوتا ہے اور پھر وہ اس پر قادر ہوتا ہے۔ دوسری زبان سے خواہ اس میں کس قدر بھی دخل اور مہارت کامل ہو' ایک قسم کی اجنبیت باقی رہتی ہے۔ اس لئے چاہئے کہ اپنی مادری زبان ہی میں دعائیں مانگے۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ 402)

## ولادت

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے مورخہ 25-نومبر 1997ء کو مکرم مجیب احمد طاہر صاحب مربی سلسلہ کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ بچے کا نام حضرت صاحب نے حبیب احمد عطا فرمایا ہے نیز بچے کو وقف نو میں قبول فرمایا ہے۔

حبیب احمد مکرم مولانا مقبول احمد صاحب ذبیح کا پوتا اور مکرم سردار عبدالحق شاکر صاحب کا پڑپوتا ہے اور میاں محمد اکرم صاحب کا نواسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو باعمر سعادت مند اور نیک بنائے۔

## درخواست دعا

○ مکرم سمیع اللہ سیال صاحب وکیل الدیوان تحریک جدید تحریر فرماتے ہیں۔ خاکسار کے بیٹے مکرم ضیاء اللہ سیال سینئر رجسٹرار میو ہسپتال لاہور کو سکوٹر کے حادثہ میں شدید چوٹیں آئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے فریکچر سے بچا لیا ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ عزیز کو کامل صحت عطا فرمائے اور نافع الناس وجود بنائے۔"

○ مکرم مولانا محمد الدین شاہد صاحب ریٹائرڈ مربی سلسلہ آنکھ کا اپریشن کروانے کے بعد بخریت گھر آ گئے ہیں۔ اپریشن کامیاب رہا ہے۔ اپریشن کی بعد کی پیچیدگیوں سے بچنے اور صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

## سانحہ ارتحال

○ مکرم حافظ ابوذر صاحب (ریٹائرڈ معلم اصلاح وارشاد مقامی) آف بوستان حافظ روڈہ (تھل) ضلع خوشاب مورخہ 22 نومبر 1997ء کو بعمر قریباً 100 سال وفات پا گئے اگلے روز مورخہ 23 نومبر کو آپ کا جنازہ صدر انجمن احمدیہ کے لان میں مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے پڑھایا۔ آپ موصی تھے تدفین کے بعد مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد دعوت الی اللہ نے دعا کروائی۔ آپ ایک نہایت جوشیلے داعی الی اللہ تھے علاقہ تھل میں نہایت محنت جانفشانی اور نیم شبی دعاؤں سے خدمات سرانجام دیں۔ آپ کے دو بیٹے ہیں ایک بیٹے حکیم نذیر احمد صدر جماعت احمدیہ بوستان حافظ ہیں۔ ایک پوتا مکرم عبدالستار صاحب مربی سلسلہ اور ایک پوتا مکرم رفیع احمد شہزاد قائد ضلع خوشاب ہیں۔ احباب سے ان کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

## اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے بغیر کوئی نعمت حاصل نہیں ہو سکتی

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

تم خدا تعالیٰ کے فضلوں کے حاجتمند ہو تم اس احتیاج کا احساس پیدا کر لو۔ تم یہ سمجھ لو کہ دنیا کی کوئی نعمت اور کوئی اخروی نعمت ہمیں اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک خدا تعالیٰ اس کا فیصلہ نہ کرے۔ کیونکہ اس دنیا کی ملکیت بھی اس کے قبضہ میں ہے اور اس دنیا کی نعمتیں بھی اس کے ارادہ اور منشاء کے بغیر کسی کو مل نہیں سکتیں۔ تمہیں (-) جوتی کا ایک تسمہ بھی اس وقت تک نہیں مل سکتا جب تک خدا تعالیٰ کی منشاء نہ ہو۔ ہر چیز میں ہر وقت اور ہر آن تم محتاج ہو۔ تمہارے اندر اپنے رب کی احتیاج ہے۔ خدا تعالیٰ محتاج نہیں۔ خدا تعالیٰ تو غنی ہے (-) حقیقی غناء اسی کی ذات میں ہے۔ کوئی اور ہستی ایسی نہیں کہ جس کی طرف ہم حقیقی غناء کو منسوب کر سکیں۔ اور کہہ سکیں کہ اس کے اندر غناء پائی جاتی ہے اور وہ غنی ہے۔ سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نیک بندہ صفات باری کا

باقی صفحہ 7 پر

**خوش اخلاقی ایک ایسا جوہر ہے کہ موذی سے موذی انسان پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے**

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

27 نبوت 1376 ہش 27 نومبر 1997ء

# نوجوانوں کے ذمہ دار-ماں باپ اور اساتذہ

حضرت امام جماعت الثانی (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) کی ایک تحریر اداریئے کے طور پر پیش کی جاتی ہے۔ یہ مضمون اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ اسے جتنی دفعہ بھی دہرایا جائے کم ہے۔ اور ہم جتنی بھی اس پر توجہ دیں اس سے زیادہ توجہ کی ہمہ وقت ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا:-

"مرے نزدیک نوجوانوں میں محنت سے کام کرنے کی ذمہ داری استادوں اور والدین پر عائد ہوتی ہے کہ کیوں انہوں نے بچوں کو محنت اور مشقت کرنے کا عادی نہیں بنایا۔ ہمارا مقابلہ تو ان قوموں سے ہے جن کے نوجوانوں نے چالیس چالیس سال تک شادی نہیں کی اور اپنی عمریں لیبارٹریوں میں گزار دیں اور کام کرتے کرتے میز پر ہی مر گئے اور جاتے ہوئے بعض نہایت مفید ایجادیں اپنی قوم کو دے گئے۔ مقابلہ تو ایسے لوگوں سے ہے کہ جن کے پاس گولہ بارود اور دوسرے لڑائی کے ہتھیار نہ رہے تو انہوں نے امریکہ سے ردی شدہ بندوقیں منگوائیں اور انہی سے اپنے دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ انگلستان والوں نے کہا کہ بے شک جرمن آجائے ہم اس سے سمندر میں لڑیں گے اگر سمندر میں لڑنے کے قابل نہ رہے تو پھر اس سے سمندر کے کناروں پر لڑیں گے اور اگر سمندر کے کناروں پر لڑنے کے قابل نہ رہے تو ہم اس سے شہروں کی گلیوں میں لڑیں گے اور اگر گلیوں میں لڑنے کے قابل نہ رہے تو ہم گھروں کے دروازوں تک مقابلہ کریں گے اور اگر پھر بھی مقابلہ نہ کر سکے تو کشتیوں میں بیٹھ کر امریکہ چلے جائیں گے۔ مگر اس سے جنگ کرنا ترک نہیں کریں گے۔ ہمارا مقابلہ تو ایسے لوگوں سے ہے اور ہمیں ان سے مقابلہ کرنے کے لئے ایسے نوجوان دیئے جاتے ہیں جو کہتے تو یہ ہیں کہ ہم جنگلوں اور پہاڑوں اور ویرانوں میں جائیں گے۔ کہتے تو یہ ہیں کہ ہم وطن سے بے وطن ہوں گے۔ کہتے تو یہ ہیں کہ ہم اپنی ہر ایک عزیز چیز کو قربان کرنے کے لئے تیار رہیں گے۔ لیکن جب ان کو کام پر لگایا جاتا ہے۔ تو کوئی کہہ دیتا ہے میرا چالیس روپے میں گزارا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے بھاگ آیا ہوں۔ کوئی کہہ دیتا ہے۔ کہ میرا وہاں دل نہیں لگتا تھا۔ اسلئے میں کام چھوڑنے پر مجبور ہوا اور ساتھ ہی لکھ دیتا ہے کہ سلسلہ میرے اس فعل پر برا نہ منائے۔ اور میرا وقف قائم رکھا جائے۔ جاتا تو وہ اپنے ماں باپ یا بیوی کی معیت میں وقت گزارنے کے لئے ہے کیونکہ وہ اداس ہو گیا تھا۔ لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی کہتا جاتا ہے کہ میرا وقف قائم رکھا جائے۔ ایسے نوجوان ہمیں دیئے جاتے ہیں۔ ان سے کسی نے کام کیا لینا ہے۔ ہمیں تو ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے کہ جہاں ان کو کھڑا کیا جائے وہ وہاں سے ایک قدم بھی نہ ہلیں۔ سوائے اس کے کہ ان کی لاش ایک فٹ ہماری طرف گرے تو گرے۔ لیکن زندہ انسان کا قدم ایک فٹ آگے بڑھے۔ پیچھے نہ آئے۔ ہمیں تو ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے اور یہی لوگ ہیں جو قوموں کی بنیاد کا کام دیتے ہیں۔

پس اساتذہ اور والدین کا فرض ہے کہ وہ بچوں کی پورے طور پر نگرانی کریں اور انہیں محنت کا عادی بنائیں۔ عبادات اور دیگر دین حق کے احکام کا پابند کریں۔ دین کے حکموں سے متعلق ان کے اندر دلچسپی پیدا کریں۔ اساتذہ طالب علموں کے ماں باپ کو انگیخت کریں کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیم کا پورا پورا خیال رکھیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ مائیں ہی آئندہ اچھے یا برے مستقبل کی ذمہ دار ہوتی ہیں۔ کیونکہ بچہ اکثر اخلاق چھوٹی عمر میں سیکھتا ہے۔ اگر مائیں کڑی نگرانی کریں اور ان کے اندر کوئی بری بات پیدا نہ ہونے دیں تو وہ بڑے ہو کر بہت حد تک بری عادات سے محفوظ رہتے ہیں۔ لیکن اگر بچپن ہی میں بچے کو چوری کی یا جھوٹ بولنے یا کوئی اور بری عادت سے باز نہ رکھیں تو بڑا ہو کر اس عادت کو چھوڑ نہیں سکتا۔ ہمارے ملک میں مشہور ہے۔ کہتے ہیں کوئی ماں تھی۔ اس کا لڑکا چور ہو گیا۔ پھر چور سے ڈاکو بنا۔ ایک دفعہ ڈاکے میں اس سے قتل ہو گیا۔ اس قتل کی وجہ سے اسے پھانسی کی سزا ملی۔ جب اسے پھانسی دینے لگے تو اس نے کہا کہ مجھے اجازت دی جائے کہ اپنی ماں سے ایک بات کر لوں۔ اس پر ماں کو بلایا گیا۔ جب وہ آئی تو اس نے کہا کہ میں اس کے کان میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ اسی طرح کر لو۔ اس نے اپنی ماں کے قریب ہو کر زور سے اس کے کلے کو کاٹا۔ ماں چیخیں مارتی ہوئی پیچھے کو بھاگی۔ لوگوں نے اس کو لعنت ملامت کی کہ تم بڑے بدکردار آدمی ہو۔ تمہیں پھانسی مل رہی ہے۔ اور پھر بھی تم نے اس سے عبرت حاصل نہیں کی۔ اور تمہارا دل نرم نہیں ہوا۔ اب تم نے ماں کے کلے پر کاٹ کھایا ہے۔ اس نے کہا آپ لوگوں کو علم نہیں کہ مجھ کو یہ پھانسی ماں کی وجہ سے مل رہی ہے میرا کلہ کاٹنا پھانسی کے مقابلے میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ اصل بات یہ ہے کہ میری ماں کو میری جگہ پھانسی ملنی چاہئے۔ پھر اس نے بتایا کہ میں چھوٹا بچہ تھا۔ لیکن آوارہ پھرا کرتا تھا۔ اگر کوئی شخص میری ماں سے میرے متعلق شکایت کرتا تو میری ماں اس سے لڑتی تھی کہ میرا بچہ تو ایسا نہیں۔ یہ لوگ دشمنی سے ایسا کہتے ہیں۔ پتہ نہیں کیوں ان کو میرے بچے سے دشمنی ہو گئی ہے۔ میرا بچہ تو نالائق نہیں۔ میں مدرسے سے پنسل، کاغذ، قلم، دوات وغیرہ چرا کر لاتا تو میری ماں کہتی یہاں نہ رکھو کوئی دیکھ لے گا۔ وہاں رکھو۔ اگر کوئی شخص میری چوری کے متعلق شکایت کرتا تو میری ماں اسے گالیاں دیتی کہ ناحق میرے بچے کو بدنام کر رکھا ہے ان باتوں سے میں چور بنا اور پھر چور سے ڈاکو بنا۔ ڈاکے میں مجھ سے قتل ہوا جس کی وجہ سے مجھے پھانسی پر لٹکایا جا رہا ہے۔ اس قتل کی ساری ذمہ داری میری ماں پر ہے۔ اس لئے اس کا کلہ کاٹا جانے کی بجائے درحقیقت پھانسی کی سزا اسے ملنی چاہئے تھی نہ کہ مجھے۔

اسی طرح بعض لڑکے اپنے آپ کو وقف کرنا چاہتے ہیں اور ماں باپ روکتے ہیں کہ زندگی وقف نہ کرو۔ بلکہ کسی دوسری جگہ ملازمت کر لو۔ چندے سے دین کی خدمت کرتے رہنا حالانکہ جہاں آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے وہاں چندے سے کام نہیں بنتا میرے نزدیک اس کی ایک حد تک ذمہ داری لجنہ اماء اللہ پر بھی ہے۔ اگر لجنہ اماء اللہ دین کی ضرورتوں، وقف کی اہمیت کو اچھی طرح عورتوں کے ذہن نشین کرا دے تو سال کے اندر اندر جس طرح کہتے ہیں کہ زمین نے اپنا کلیجہ نکال کر باہر رکھ دیا۔ اسی طرح عورتیں بھی اپنا کلیجہ نکال کر باہر رکھ دیں۔ عورتوں کا کلیجہ اولاد ہوتی ہے۔ اگر مائیں اپنے لڑکوں کو زندگی وقف کرنے اور دوسرے ذہنی کاموں میں حصہ لینے کی تحریک کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت زیادہ نوجوان اپنے آپ کو وقف کرنے لگ جائیں۔"

اس ارشاد میں نوجوانوں کی ذمہ داری اساتذہ اور والدین اور خاص طور پر ماؤں پر ڈالی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ ہم میں سے ہر شخص کو اپنی اپنی ذمہ داری سمجھنے اور اسے پوری طرح ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

عزم و ہمت کی روشنی لے کر
آرزوؤں کی کائنات میں چل
زندگی ہے نشیب اور فراز
صاف رستہ ملے گا پل دو پل
لوگ ٹھوکر لگائیں گے تجھ کو
اپنی ہمت سے کام لے کے سنبھل

ابوالاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت الثانی

# تلقینِ عمل

مجھے یاد ہے ہم ایک دفعہ پہاڑ پر جا رہے تھے۔ میرے ساتھیوں میں ایک احمدی پٹھان بھی تھے۔ جنہیں نسوار کھانے کی عادت تھی۔ مگر بدقسمتی سے وہ اپنی ڈبیہ گھر بھول آئے تھے۔ راستے میں ایک کشمیری مزدور آرہا تھا جس نے ایک کندھے پر لکڑیاں اٹھائی ہوئی تھیں۔ وہ اسے دیکھتے ہی نہایت لجاجت کے ساتھ کہنے لگے۔ اے بھائی کشمیری اے بھائی کشمیری جی! اے بھائی جی! آپ کے پاس نسوار ہے؟ مجھے یہ بات سن کر بے اختیار ہنسی آگئی کہ جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنی گردن بھی نیچی نہیں کرتا تھا۔ آج نشہ پورا نہ ہونے کی وجہ سے کس قدر لجاجت پر اتر آیا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے زمانے میں جب دوست باہر سے آپ کی ملاقات کے لئے آتے تھے ان میں سے بعض لوگ حقے کے عادی ہوتے تھے۔ ان دنوں قادیان میں اور تو کسی جگہ حقہ نہیں ہوتا تھا۔ صرف ہمارے ایک تایا کے پاس ہوتا تھا جو سخت دھریہ اور دین سے بے تعلق تھے۔ مگر حقے کی عادت کی وجہ سے وہ ان کے پاس بھی چلے جاتے اور انہیں مجبوراً ان کی باتیں سننی پڑتیں ہمارے یہ تایا دین سے ایسے بے تعلق تھے کہ ایک دفعہ قدرت ثانیہ کے مظہر اول نے ان سے پوچھا کہ آپ نے کبھی عبادت بھی پڑھی ہے۔ وہ کہنے لگے کہ میں تو بچپن سے ہی بڑا سلیم الطبع واقعہ ہوا ہوں میں چھوٹی عمر میں ہی جب دیکھتا کہ لوگوں نے سر نیچے اور سرین اوپر کئے ہوئے ہیں تو میں ہنستا کہ یہ کیسے بے وقوف لوگ ہیں اور اب تو میں بہت سمجھ دار ہوں میں نے عبادت کیا پڑھنی ہے۔ ایک دوست نے سنایا کہ ایک دفعہ ایک احمدی وہاں حقہ پینے کے لئے چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد اپنے آپ کو گالیاں دیتے ہوئے واپس آ گیا۔ کسی نے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ وہ کہنے لگا کہ میں اپنے آپ کو اس لئے برا بھلا کہہ رہا ہوں کہ محض حقہ کی عادت کی وجہ سے مجھے اس کے پاس جانا پڑا اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف باتیں سننی پڑیں اگر مجھے یہ بری عادت نہ ہوتی تو میں اس کے پاس کیوں جاتا اور اپنے آقا کے خلاف اس کے منہ سے کیوں باتیں سنتا۔ غرض حقہ بھی لغویات میں شامل ہے جس کو چھوڑنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اگر کوئی شخص خود نہ چھوڑ سکے تو اس کو کم از کم یہ کوشش ضرور کرنی چاہئے کہ اس کی اگلی نسل اس بدی سے محفوظ رہے اور اس کی عمر کے خاتمے کے ساتھ اس لغو فعل کا بھی اس کے خاندان میں خاتمہ ہو جائے۔

پھر لغویات میں بے کار بیٹھ کر گپیں ہانکنا اور دوسروں سے بے تعلق باتیں پوچھتے رہنا بھی شامل ہے۔ ہمارے ملک میں یہ ایک عام نقص ہے کہ مرد بھی عورتیں بھی دوسروں سے ایسی باتیں پوچھتے ہیں جن کا ان کی ذات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ مثلاً عورت بلاوجہ دوسری سے پوچھتی رہتی ہے کہ یہ کپڑا کتنے کا لیا ہے۔ یہ زیور کہاں سے بنوایا اور جب تک اس کی ساری ہسٹری معلوم نہ کرلے اسے چین ہی نہیں آتا۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سنایا کرتے تھے کہ ایک عورت نے انگوٹھی بنوائی لیکن کسی اور عورت نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔ اس نے تنگ آکر اپنے گھر کو آگ لگا دی۔ لوگوں نے پوچھا کچھ بچا بھی ہے اس نے انگوٹھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ سوائے اس انگوٹھی کے اور کچھ نہیں بچا۔ ایک عورت نے کہا کہ بہن تم نے یہ انگوٹھی کب بنوائی تھی یہ تو بہت خوبصورت ہے وہ کہنے لگی اگر یہی بات تم پہلے پوچھ لیتی تو میرا گھر کیوں جلتا۔ اسی طرح مرد سلام کے بعد یہی پوچھنے لگ جاتے ہیں کہاں سے آئے ہو۔ کہاں جاؤ گے۔ کیا کام ہے۔ آمدنی کیا ہے۔ کتنے بچے ہیں۔ شادی شدہ ہیں یا غیر شادی شدہ۔ حالانکہ اس کا ان معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ انگریزوں میں یہ کبھی نہیں ہوتا کہ وہ ایک دوسرے سے بلاوجہ پوچھیں کہاں ملازم ہو تعلیم کتنی ہے۔ تنخواہ کیا ملتی ہے۔ وہ کبھی کرید کرید کر دوسرے کے غیر متعلق حالات معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ مگر ہمارے ہاں اس کو بڑا کارنامہ سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ جن لوگوں کو بڑی بڑی باتوں کا خیال ہوتا ہے انہیں چھوٹی باتوں کی طرف توجہ کرنے کی فرصت ہی نہیں ملتی اگر لوگوں کو دین کا فکر ہو اور انہیں معلوم ہو کہ دین حق آج کن مصیبتوں میں گھرا ہوا ہے اور اس کی اشاعت کے لئے کتنی بڑی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ تو انہیں لغو کاموں اور لغو باتوں کا خیال بھی پیدا نہ ہو۔ اگر کسی کے گھر میں آگ لگ جائے تو وہ بیٹھ کر گپیں مارنے نہیں لگ جاتا بلکہ دیوانہ وار دوڑتا اور آگ کو بجھانے کی کوشش کرتا ہے۔

OOO

### مطمح نظر اور ترقی

مطمح نظر کا اونچا کرتے چلے جانا قومی ترقی کے لئے بہت اہم ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ صاحب ایمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہوتی ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا فقرہ ہے لیکن اپنے اندر ایک بہت بڑا مدعا لئے ہوئے ہے۔ ایمان لانے والے کی نیت ہمیشہ اس کے عمل سے بہتر ہوگی۔ اس کے دو معنے ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ انسان کی نیت بھی اچھی ہو اور اس کے اعمال بھی اچھے ہوں۔ لیکن اس کا ارادہ یہ ہو کہ پہلے سے بڑھ کر نیک اعمال کرے گا۔ دوسرے یہ کہ اس کی نیت اچھی ہو لیکن اعمال برے ہوں اور ارادہ یہ ہو کہ وہ اپنی اصلاح کرے گا۔ اور پھر جوں جوں وہ کام کرتا جائے۔ اپنی نیت کو بھی بلند کرتا جائے۔ جب وہ ایک روزہ رکھتا ہے۔ تو اس کے بعد دوسرا روزہ رکھتا ہے۔ پھر تیسرا روزہ رکھتا ہے۔ جب وہ ایک دن روزہ رکھتا ہے اور اس کی شام قریب آتی ہے تو وہ دوسرے روزے کی نیت کرتا ہے۔ اور جب دوسرے روزے کی شام قریب آتی ہے تو وہ تیسرے روزے کی نیت کرتا ہے۔ اور جب تیسرے روزے کی شام قریب آتی ہے تو وہ چوتھا روزہ رکھتا ہے۔ یا وہ ارادہ رکھتا ہے کہ کوئی دوسری نیکی کروں مثلاً صدقہ دوں۔ اور جب وہ صدقہ کرتا ہے تو کسی اور نیکی کی نیت کرتا ہے۔ اس طرح اس کی نیت عمل پر سبقت لے جاتی ہے۔ غرض انسان کا ارتقائی پروگرام ہونا چاہئے جو اونچے سے اونچا ہوتا چلا جائے۔ خدا تعالیٰ کی قدرت دیکھو کہ پہلے ایک چھوٹا پہاڑ ہوتا ہے۔ پھر اس سے بڑا پہاڑ ہوتا ہے۔ پھر اس سے بڑا پہاڑ ہوتا ہے اور آہستہ آہستہ انسان اس کی چوٹی پر چلا جاتا ہے تم کبھی یہ نہیں دیکھو گے کہ انسان ایک ہی دفعہ کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جائے یہی وہ انسان سے امید رکھتا ہے کہ جب وہ ایک نیکی کرے تو پھر اس سے بڑی نیکی کرے پھر اس سے بڑی نیکی کرے۔ اور کامیاب وہی انسان ہوتا ہے۔ جو ایک جگہ پر ساکن نہ ہو جائے۔ بلکہ جب وہ ایک مقصد کو حاصل کرے تو اس سے بڑے مقصد کے حصول کے لئے کوشش کرنے لگ جائے۔ وہ ایک چھوٹی نیکی کر کے ٹھہر نہیں جاتا بلکہ وہ ہر روز ایک نیا پروگرام تیار کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ پہلے سے آگے نکل جاؤں۔ اور جب کوئی انسان اس قسم کا پروگرام تیار کرتا ہے تو یقیناً اس کا فکر ترقی کرتا ہے اس کا عمل وسیع ہوتا ہے۔ اور ہر کامیابی پر اس کا حوصلہ بھی وسیع ہوتا ہے۔

OOO

### عورتوں کے حقوق

آپ لوگوں کو عورت کے حقوق کی ادائیگی کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے اور نیکی کے کاموں میں جس طرح مردوں کی شمولیت لازمی ہے۔ اسی طرح عورتوں کو بھی موقعہ دینا چاہئے مجھے ایک عورت کا خط موصول ہوا ہے جس میں اس نے لکھا ہے کہ میرا خاوند مجھے علیحدہ چندہ دینے نہیں دیتا۔ وہ کہتا ہے میرے چندے میں تم بھی شریک ہو حالانکہ یہ غلط ہے۔ جس طرح مرد کی فطرت تقاضا کرتی ہے کہ اپنے ہاتھ سے نیکی کرے اسی طرح عورت کی فطرت بھی اسے مجبور کرتی ہے کہ وہ خود نیکی بجالا کر اپنے لئے ثواب کمائے۔ نیکی سے دل کی صفائی ہوتی ہے۔ جب تک ہر شخص خود نہ کرے اس کے دل کی صفائی کس طرح ہو سکتی ہے۔ جس طرح (عبادت) دوسرے کی طرف سے نہیں پڑھی جا سکتی۔ اسی طرح چندہ بھی دوسرے کی طرف سے نہیں دیا جا سکتا۔ پس آپ لوگوں کو عورتوں کو بھی چندوں وغیرہ میں شمولیت کا موقعہ دینا چاہئے۔ تاکہ ان کی فطرت کا تقاضا بھی پورا ہوتا رہے۔ صرف چندہ ہی نہیں یہ تو مثال کے طور پر میں نے بیان کیا ہے۔ ہر شعبہ حیات میں عورت کو برابر کا شریک سمجھنا چاہئے اور اسے اس کے حقوق دینے چاہئیں۔ مرد کے حقوق کو جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

ترجمہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرد کو گھریلو معاملات میں ویٹو پاور کا درجہ حاصل ہے۔ جب میاں بیوی میں اختلاف کی صورت پیدا ہو جائے تو اس وقت مرد کا فیصلہ ناطق ہو گا لیکن جب اختلاف بڑھ جائے اور مرد ویٹو پاور کا ناجائز استعمال کرے تو عورت کو عدالت کی رو سے اپنے حق لینے کی اجازت ہے۔ پس میں مردوں خصوصاً نوجوانوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ عدل قائم کریں۔ اور دین حق کے رستے میں دیوار حائل نہ کریں۔

OOO

## آپ کا خط ملا

مکرم فیض محمد صادق صاحب لندن سے لکھتے ہیں۔

ہماری بھابی سکینہ سیفی صاحبہ کے بارہ میں اگرچہ بہت کچھ لکھا جا چکا ہے مگر ان کی خوبیوں سے بھری ذات ہی ایسی تھی کہ ان کے بارہ میں جتنا بھی لکھا جائے کم ہو گا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ برادرم سیفی صاحب نے ایک مرتبہ پھر کسی خاص کام کی خاطر افریقہ جانا تھا۔ میری رہائش لاہور میں تھی۔ بھائی صاحب کی روانگی بھی لاہور سے تھی۔ چنانچہ گھر کے افراد کے علاوہ ربوہ سے بھی کافی عزیز و اقارب' دوست احباب سیفی صاحب کو رخصت کرنے کے لئے غریب خانہ پر تشریف لائے جن کے لئے کھانے کا بندوبست کرنا تھا۔ زہے نصیب۔ مہمانوں کا اندازہ کئے بغیر کھانا تیار کرنے لئے میں بازار سے آدھا سیر قیمہ اور آدھا سیر آلو اٹھا لایا۔ گھر آکر مجھے مہمانوں کو دیکھ کر احساس ہوا کہ یہ قیمہ اور آلو تو گھر کے افراد کے لئے بھی ناکافی ہیں۔ یہ میں نے کیا کیا۔ مجھے سخت فکر ہوا اور پریشانی لاحق ہو گئی۔ تاہم بھابی نے تسلی دلائی کہ بفضلہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اور مجھے پھر بازار جانے نہ دیا اور چولہا سنبھال لیا آدھا سیر قیمہ اور آدھا سیر آلو کا سالن جس کے لئے ایک عام دیگچی کافی ہو سکتی تھی' انہوں نے پکانے کے لئے ایک بڑا دیگچہ چولہے پر رکھ دیا۔ گھر کے افراد کے علاوہ دس پندرہ مہمان تو کم از کم ضرور ہوں گے بلکہ اس سے بھی زیادہ جو ربوہ سے بھائی کو الوداع کہنے آئے تھے۔ اس میں ہرگز ہرگز کوئی مبالغہ نہیں' آپ یقین کریں سب گھر والوں نے' مہمانوں نے نہ صرف دوپہر کو کھانا کھایا بلکہ پھر رات کو بھی کھانا اسی سالن کے ساتھ کھایا سیر ہو کر' سالن دیگچے میں میں نے پھر بھی بچا ہوا پایا۔ سالن اتنا مزے دار تھا کہ سب نے تعریف کی۔ کسی نے کوئی شکایت نہ کی بلکہ اس سالن میں یقیناً ایک مزہ تھا' ایک Taste تھا۔ یہ صرف بھابی کا کمال تھا اور اتنا عرصہ گذر جانے کے بعد بھی یہ نظارہ میری آنکھوں کے سامنے آتا ہے تو عجیب کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

میں ان کو فرشتہ سیرت کہا کرتا تھا وہ واقعی فرشتہ سیرت خاتون تھیں جن کی خوبیاں گنوانے کے لئے ایک کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کام بھی نرالے ہیں۔ انسان کی سمجھ سے باہر ہیں۔ کسی انسان کے ابھی کتنے ہی کام باقی ہوں۔ دل

باقی صفحہ 4 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا شیخ مبارک احمد- امریکہ

# محترم راجہ عبدالحمید صاحب کی یاد میں

ہمسائیگی کے کچھ حقوق ہوتے ہیں۔ کچھ کیا بہت حقوق بلکہ خاص حقوق ہوتے ہیں۔ بالخصوص ایسے ہمسایہ کے جو مکانیت کے لحاظ سے بہت ہی قریب ہو۔ آمنے سامنے مکان ہوں۔ اور یہ ہمسایہ خادم دین اور واقف زندگی بھی ہو۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے نیک اولاد چھوڑی ہو۔ ایسے متدین، مخلص ہمسایہ کا ذکر خیر ثواب کا ہی موجب نہیں بلکہ روحانی حظ بھی ان کی یاد سے نصیب ہوتا ہے۔ خاکسار لمبا عرصہ کئی سال دارالصدر شمالی میں مقیم رہا۔ محترم میجر عبدالحمید صاحب بھی اسی محلہ میں مقیم تھے روزانہ بیت انوار ان کا عبادت کے لیے جانا اور بڑی توجہ سے اور الحاح سے ان کا عبادت کرنا آنکھوں کے سامنے ہے۔ جتنا عرصہ خاکسار بیت انوار کے قریب کے مکان میں رہا حتی المقدور روزانہ ہی محترم میجر صاحب کا اپنے مکان سے نکلنا اور خاکسار کی رہائش گاہ سے گزرنا بیت انوار میں عبادت کے لئے باقاعدگی سے جانا ان کے عبادت سے خاص شغف اور تعلق یاد کراتا ہے۔ اچانک ان کی وفات کی خبر سنی۔ یہ خبر سنتے ہی ان کے بیٹے مکرم راجہ عبدالمالک صاحب اور مکرم راجہ عبدالخالق صاحب اور ان کی صاحبزادی امتہ الحمید صاحبہ پاکستان کے لئے روانہ ہو گئے اور ان سے بات کرنے اور تعزیت کرنے کا موقع ہی نہ ملا۔ ان کی محترمہ بہو سے تعزیت کی توفیق ملی۔ اور دل چاہا کہ محترم میجر صاحب کے ذکر خیر کے طور پر کچھ لکھوں اور ہمسائیگی کے حق کے علاوہ ان کی دینی خدمات کا تذکرہ کروں جن کا اس عاجز کو ذاتی علم ہے۔

محترم راجہ صاحب کو دعوت الی اللہ کا خاص شوق تھا۔ اپنی فوجی ملازمت کے دوران بھی وہ اس نیک فریضہ سے کبھی غافل نہیں ہوئے ان کے ساتھ کام کرنے والے اس بات کا اعتراف کرتے ہیں۔ پھر ریٹائرمنٹ کے بعد اپنی زندگی اس غرض کے لئے وقف کی اور بفضل خدا یہ سعادت پائی کہ ایک سال انگلستان میں چار سال امریکہ میں اور ساڑھے پانچ سال جاپان میں خدمت دین کا فریضہ انجام دیا۔ اس عرصہ میں دعوت الی اللہ کی جو مہمات سرانجام دیں اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے جو نشانات مشاہدہ کئے محترم میجر صاحب نے ان کا تذکرہ (دعوت الی اللہ کے) واقعات حصہ اول اور دوم کے کتابچوں میں کیا ہے۔ یہ دونوں کتابچے اس وقت بھی میری نظر کے سامنے ہیں۔ ایمان افروز اور دعوت الی اللہ کے انداز کے خاص سلیقہ کا اظہار نمایاں طور پر ہوتا ہے۔ اور دل مطمئن ہوتا ہے۔ ایسا نیک جذبہ رکھنے والوں کی اللہ تعالیٰ علمی رنگ میں بھی کیسے راہنمائی فرماتا ہے۔ ان دو کتابچوں کے علاوہ ایک اور کتابچہ بھی ہے جس کا عنوان ہے "دل کی آواز" یہ آپ کی نظموں کا مجموعہ ہے۔ خاکسار کو اگرچہ شعر و شاعری سے کوئی خاص تعلق نہیں۔ لیکن احمدی شعراء کا کلام ایک خاص انداز اور سلیقہ رکھتا ہے۔ یہ سارا انداز اور سلیقہ میجر صاحب کی نظموں میں نمایاں ہے۔ اور بہت پیاری دل موہ لینے والی نظمیں ہیں۔

جب موصوف امریکہ میں تھے تو دعوت الی اللہ کے جذبہ سے سرشار ہو کر ایک کتاب انگریزی میں عیسائیت اور دین حق کے عنوان سے چند ابواب پر مشتمل مدلل اور محققانہ انداز میں لکھی۔ جسے امریکہ کی ایک کمپنی نے شائع کیا۔ چند دن پہلے ہی خاکسار اسے پڑھ رہا تھا۔ (دین حق) اور عیسائیت کا موازنہ اور دین حق کی برتری موثر انداز میں آپ نے دلائل و شواہد سے ثابت کی۔ اور دعوت الی اللہ کے فریضہ انجام دینے والوں کے لئے یہ ایک مفید اور بہت ہی ممد کتابچہ ہے۔

جن دنوں دعوت الی اللہ کے فریضہ کی انجام دہی کے سلسلہ میں جاپان میں مقیم تھے۔ آپ نے اس عرصہ میں "(۔) اصول کی فلاسفی" کا وہ انگریزی ترجمہ جو پہلی دفعہ کیا گیا۔ اور مکرم مولوی محمد علی صاحب نے کیا تھا۔ اسے غور سے پڑھا اس کے متعلق حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی خدمت میں تفصیل سے اطلاع دی کہ بعض حصے اصل کتاب کے ترجمہ نہیں کئے جا سکے اور کئی حصے Omit ہو گئے ہیں۔ اس پر حضرت صاحب نے حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب کو ارشاد فرمایا کہ..... اصول کی فلاسفی کا از سر نو ترجمہ کیا جائے۔ چنانچہ اس کا نیا ترجمہ ہوا اور 1979ء میں جن دنوں خاکسار انگلستان میں تھا پچاس ہزار کی تعداد "(۔) اصول کی فلاسفی" کا یہ انگریزی ترجمہ شائع ہوا۔

امریکہ کے قیام میں پہلے دو ایک سال آپ نیویارک رہے بعد ازاں آپ اوہایو کی ریاست کے شہر ڈیٹن میں لمبا عرصہ رہے۔ افرو امریکن احمدیوں کی دینی علمی روحانی تعلیم و تربیت کا فریضہ خوب انجام دیا۔ (جیسا کہ اللہ نے چاہا تو) ایک منظم اور مخلص جماعت وہاں قائم ہے۔ اسی شہر میں آپ نے اپنے زمانہ قیام میں بیت الذکر کی تعمیر کروائی۔ جو صحیح انداز میں جیسے کہ سنا ہے پہلی بیت الذکر ہے جو جماعت نے بیت الذکر کی شکل پر بنوائی۔ آج بھی یہ بفضل خدا آباد ہے۔ اور عبادت کرنے والوں کا مرکز۔ موصوف کے دونوں صاحبزادے جو یہاں موجود ہیں سالہا سال سے ان سے ملنا ہے ان کو دیکھ رہا ہوں جماعتی خدمات میں اور جماعت سے رابطہ اور تعلق میں بفضل خدا بہت سرگرم ہیں۔ ان کو یہ بھی سعادت ملی کہ میجر صاحب کے بڑے بیٹے کی شادی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے پوتے محترم کرنل مرزا داؤد احمد صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی۔ محترم میجر صاحب کی نیکی اور تقویٰ کی بدولت اس بزرگ خاندان سے رشتہ داری کا تعلق بھی ان کا قائم ہوا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ محترم میجر صاحب کو اپنی جنت کے اعلیٰ مقامات سے نوازے اور قرب سے متمتع فرمائے۔ اور ان کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل نصیب کرے۔

---

زکیہ خانم اہلیہ مرزا محمد صادق کوئٹہ

# اچھی مائیں

## (مکرمہ اقبال بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ محمد لطیف)

میری پیاری والدہ اقبال بیگم اہلیہ شیخ محمد لطیف نہایت دعاگو آخر شب کی عبادت کرنے والی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ ہم جب بالکل چھوٹے بہن بھائی تھے۔ سحری کے وقت ہی عبادت کے لئے اٹھا دیا کرتی تھیں۔ اور ہمارے والد باجماعت عبادت پڑھایا کرتے تھے۔ اور ساتھ ہی دعا کرنے کی بہت تلقین کیا کرتی تھیں۔ بچپن سے ہی ہمیں باقاعدگی سے جمعہ پر اور اجلاس پر ساتھ لے کر جایا کرتی تھیں۔ میں ان کی قبولیت دعا کے دو واقعات بیان کرتی ہوں۔ ہم پانچ بہنیں اور ایک بھائی تھا۔ اس کے بعد ہماری چھٹی بہن پیدا ہوئی۔ تو ہمارے ایک رشتہ دار کے لڑکے ہی لڑکے تھے۔ اس نے میری امی کو کہا کہ جو اس کے سائے سے بھی گزرے گا۔ اس کی لڑکیاں ہی ہونگی ہماری والدہ بتایا کرتی تھیں کہ میں کوئی کام کر رہی تھی۔ اسی وقت بغیر وضو کئے زمین پر سجدہ میں گر کر دعا کی اللہ تعالیٰ تو نے مجھے لڑکیاں دی ہیں میں تو خوش ہوں اب میری لڑکیوں کو پہلے لڑکے دینا۔ جب ہماری شادیاں ہوئیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم سب بہنوں اور بھائی کے سب کے پہلے لڑکے ہی ہوئے اور انہیں ایسا یقین ہوتا تھا کہ لڑکا ہی ہوگا۔

دین کے لئے اس قدر غیرت تھی کسی غیر احمدی رشتہ دار کے گھر شادی تھی۔ انہوں نے میرے والد اور دادا کو نہیں بلایا کہ احمدیت کی وجہ سے جھگڑا ہو جائے گا۔ اسی وقت بغیر کھانا کھائے اٹھ کر گھر چلی آئی اگر ان کو احمدیت کی وجہ سے نہیں بلایا۔ میں بھی تو احمدی ہوں بہت مہمان نواز تھیں قادیان میں حضرت بانی سلسلہ کے خاندان سے بہت محبت رکھتی تھیں۔ حضرت اماں جان حضرت ام ناصر احمد اور حضرت ام طاہر احمد کے گھر تو بہت ہی جانا ہوتا تھا۔ مجھے ہمیشہ ساتھ لے کر جاتیں اور دعا کے لئے کہتیں۔ جب میرا نکاح ہوا میرے میاں کی پہلی بیوی تھی بہت فکر مند رہتی اور بہت دعائیں کرتی تھی۔ نکاح کے بعد رات اٹھ اٹھ کر دعائیں کرتیں۔ میں نے ایک دن کہا کہ آپ ساری رات نہ سوتی ہیں اور نہ ہمیں سونے دیتی ہیں۔ پہلے نکاح کیوں کیا تھا۔ پھر ایک دن مجھے اپنی خواب سنائی۔ کہ میں نے خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا ہے۔ سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ مجھے کہتے ہیں یہ میرے رب کا فضل ہے۔ میں کہتی ہوں مجھے اس کا مطلب نہیں پتہ تو کہتے ہیں۔ جس کے ساتھ خدا کا فضل ہو۔ اسے اور کیا چاہئے۔ پھر مجھے کہا جب گھر میں جاؤ گی دیکھنا۔ یہ میرے رب کا فضل ہے لکھا ہوا ہے۔ پھر خدا کی شان دیکھئے۔ کہ میں جب بیاہ کر کوئٹہ گئی ہوں۔ جس دروازے سے داخل ہوئی ہوں۔ اس پر یہ میرے رب کا فضل ہے لکھا ہوا تھا۔ میری ماں کی دعاؤں کے طفیل ساری زندگی میرے ساتھ خدا کا فضل ہی شامل حال رہا ہے۔ میں نے قادیان میں جب سلائی کا سکول کھولا۔ اس کا افتتاح حضرت اماں جان نے کیا۔ اس موقعہ پر حضرت ام ناصر احمد صاحبہ ام مظفر احمد صاحبہ اور حضرت ام طاہر احمد صاحبہ صاحبزادی ناصرہ بیگم بھی موجود تھیں۔ حضرت ام طاہر احمد صاحبہ نے مستورات کو سکول میں داخلہ لے کر کام سیکھنے کی تحریک فرمائی۔ میری شادی پر حضرت اماں جان نے مہندی کے پتے بھیجے ان کو پیس کر ہاتھوں پر لگانا۔ حضرت ام ناصر صاحبہ نے بیوٹی بکس دیا۔ پھر جب میں پہلی بار قادیان آئی ہوں حضرت اماں جان کی ملاقات کے لئے گئی ہوں تو حضرت اماں جان نے فرمایا جاؤ بیت الدعا میں جا کر دعا کرو۔ میں جلدی واپس آگئی ہوں چونکہ اس وقت ان چیزوں کی اہمیت کا احساس نہیں تھا۔ حضرت اماں جان نے دوبارہ فرمایا جا کر دعا کرو۔ یہ خدا کا فضل ہی تھا۔ یہ میری ماں کی دعاؤں کا ہی ثمرہ تھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فضل تازندگی شامل حال رہے۔

میری والدہ تحریک جدید کی صف اول کی مجاہدہ تھیں۔ اور 1/3 حصہ کی وصیت کی ہوئی تھی بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں تمام قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ اپنی رحمت کے سایہ تلے رکھے۔ ان کی ساری اولاد کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ صفحہ 3

میں کتنی ہی خواہشیں پیہم موجزن ہوں۔ کتنے ہی مراحل طے کرنے والے ہوں کچھ بھی کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ جائیدادیں۔ بینک بیلنس دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ جونہی کوچ کی گھنٹی بج جاتی ہے زاد راہ بھی آئی اجل لینے نہیں دیتی۔ خوش قسمت ہوتے ہیں وہی جو کوچ کی گھنٹی بجنے سے پہلے ہی زاد راہ پلے باندھ کر رکھتے ہیں۔ ہماری بھابی کی زندگی بھی اسی کوشش میں گذری۔ تن من دھن کی پرواہ کئے بغیر رضائے باری حاصل کرنے کے لئے ہر لمحہ کوشاں رہیں۔ تیز تیز قدم مارتے ہوئے جیسے وہ دوڑ رہی تھیں اپنی منزل کی طرف۔ پروردگار عالم کی قربت حاصل کرنے کے لئے، اس کی یاد میں محو رہ کر اس کو پا لینے کی آرزو لے کر۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر صلاح الدین (نیو یارک)

# محترمہ خالہ سکینہ سیفی صاحبہ

مکرم ڈاکٹر صلاح الدین صاحب لکھتے ہیں۔

الفضل میں آپ کا اور باقی حضرات جن میں پروازی صاحب اور آغا صاحب کا ذکر خالہ جی کے بارہ میں پڑھا۔ میں نے بھی چند سطور لکھ کر رکھی ہوئی تھیں۔ لیکن محسوس ہوتا تھا کہ خالہ جی۔ جیسی ہستی تھیں ویسا معیاری ذکر ہونا چاہئے۔ اسی ڈر سے پوسٹ نہ کیا۔ مولانا باسط صاحب کا ذکر نہ مل سکا۔ وہ الفضل نظر سے نہ گزرا۔ امید ہے کہ بہت اچھا ہوگا۔

یہ سوچ کر کہ باقی حضرات نے تو جو سنا اور تھوڑا بہت دیکھا اپنا حق ادا کر دیا۔ اب خالہ جی کا ادھار مجھ پر ہے۔ سائنسی مضامین لکھنا تو میرے لئے آپ نے کچھ آسان کیا۔ ذکر کے بارہ میں میری یہ پہلی کوشش ہے۔ اور محض اس وجہ سے قلم اٹھ ہی گیا کہ جو چند چیزیں میں نے مشاہدہ کیں وہ ہی لکھ دوں۔

سنا ہے کہ آج کل انور معہ اہلیہ آپ کے پاس ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بہترین جزا دے۔ آمین سب کو سلام۔ اللہ نے چاہا تو جلد ملاقات ہوگی۔

OOO

الفضل میں ڈاکٹر پروازی صاحب' آغا سیف اللہ صاحب اور سیفی صاحب کا خالہ سکینہ صاحبہ کے بارہ میں ذکر پڑھا۔ سب مضامین بہت ہی اچھے تھے۔ پروازی صاحب نے جس خوبی سے قادیان اور ربوہ کی محلہ داری کا ذکر کرتے ہوئے ان گلی کوچوں کی سیر کروائی۔ واقعی وہ لوگ بہت لطف اندوز ہوئے جنہوں نے یا تو قادیان یا پھر ربوہ میں اپنا بچپن گزارا۔ محلہ کی ہر بڑی عورت خالہ جی کے نام سے موسوم اور خالہ جی چاہے کوئی بھی.... محلہ کے ہر بچہ سے یکساں پیار اور ہر ایک کو اپنا ہی بچہ سمجھنا اور سر پر ہاتھ پھیر کر دعا دینی..... یہی خوشبو آئی جب پروازی صاحب اور دوسرے لوگوں کا تذکرہ پڑھا خالہ سکینہ کے بارہ میں اور میں بھی مجبور ہو گیا کہ جو چند پیاری اور اچھی صفات کا تذکرہ رہ گیا ہے وہ کردوں۔

تقریباً 35 برس قبل جب میں پرائمری سکول میں پڑھتا تھا تو اپنی والدہ کے ساتھ ربوہ کے اسٹیشن پر گیا کہ سیفی صاحب معہ اہل خانہ نائجیریا سے ربوہ تشریف لا رہے ہیں۔ سینکڑوں لوگ اسٹیشن پر جمع تھے۔ چناب ایکسپریس آئی تو زبردست استقبال ہوا۔ پہلی مرتبہ مجھے معلوم ہوا کہ سیفی صاحب سے ہماری رشتہ داری بھی ہے اور اس دن خالہ سکینہ نے شفقت سے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعائیں دیں۔

میرے والد محترم مولانا امام الدین صاحب سابق رئیس المربیان انڈونیشیا تقریباً سارا عرصہ انڈونیشیاء میں رہے۔ اس لئے میرے پڑھائی میں دلچسپی نہ لینے کی شکایت میری والدہ شاید سیفی صاحب سے اس لئے کرتی تھیں کہ پڑھے لکھے رشتہ دار ہیں۔ اور عہدہ بھی وکیل التعلیم ہے۔

چنانچہ سیفی صاحب کبھی کبھی مجھے اپنے دفتر یا گھر بلا لیا کرتے کہ بچے کی پڑھائی کی کیا PROGRESS ہے۔ وقت گزرتا گیا اور جب کالج میں داخل ہوئے تو سیفی صاحب کا حکم ہوا کہ کبھی کبھی گھر آیا کرو۔ اس بہانے سیفی صاحب سے میرا کچھ ڈر اور خوف دور ہوا۔ اس گھر سے میرا انس بڑھ گیا اور قربت کا سامان ہو گیا۔ خالہ سکینہ اکثر مسکراتے ہوئے پیار کا اظہار کرتیں کہ تم اور میرے دونوں چھوٹے بچے (انور اور اظہر) ایک ہی ہو۔ سیفی صاحب کو تو پڑھنے پڑھانے کا شوق ہے ہی۔ خالہ جی بھی ہمیشہ اس میدان میں ان کی مددگار رہیں۔ سیفی صاحب کے تمام کاغذات سنبھال کر رکھتیں۔ اور جب کبھی سیفی صاحب بستر پر لیٹے ہوئے یہ پوچھتے کہ فلاں خط کہاں ہے۔ تو فوراً فائل اٹھا کر لے آتیں۔

آج کل تو نفسا نفسی کا عالم ہے۔ چند دن کے لئے کوئی آ جائے تو وبال جان ہو جاتا ہے۔ سیفی صاحب کے گھر کئی رشتہ دار بچے دوسرے شہروں سے آکر مقیم رہے تاکہ ربوہ کے سکول اور کالج میں تعلیم حاصل کر سکیں۔ ہمارے ساتھ بھی سیفی صاحب کا ایک رشتہ دار بچہ سکول میں پڑھتا تھا جس کو محض تعلیم حاصل کرنے کی خاطر ربوہ لائے ہوئے تھے۔ خالہ جی نے ان بچوں کو وقت پر اسکول بھیجنا' صاف ستھرا استری کیا ہوا لباس ان بچوں نے پہننا۔

جن بچوں سے پیار کرتی تھیں جب وہ بڑے بھی ہو گئے تو اسی طرح کا پیار کرتیں۔ سچ پوچھیں تو اسی میں مزہ آتا ہے۔ جب چھوٹے تھے تو سر پر ہاتھ پھیر کر پیار کرتیں اور دعائیں دیتیں۔ اور جب بڑے ہو گئے اور قد ساڑھے چھ فٹ ہو گیا پھر ہم بھی سر نیچا کر کے دعائیں لینے کی کوشش کرتے۔ تو پھر کندے پر ہی ہاتھ لگا کر دعائیں دیتیں۔ خالہ جی کا یہ ایک خاص انداز تھا۔ اور اس سے ان کے ذاتی انس اور شفقت کا اظہار ہوتا تھا۔ بہت ہی صاف گو انسان تھیں۔ اگر کوئی اصلاح طلب بات دیکھتیں تو معذرت کر کے ضرور اصلاح کی طرف توجہ دلاتیں۔ ایسا میٹھا انداز ہوتا کہ خود بخود ہی انسان کا دل کرتا کہ ابھی درستگی کرلو۔

ایف۔ ایس۔ سی میں موسم گرما کی تعطیلات کے دوران مغرب کی عبادت کے بعد ہم نے سیفی صاحب کے ہاں پڑھنے جانا۔ خالہ سکینہ صاحبہ نے ذاتی دلچسپی لینی اور اگر کسی دن ہماری غیر حاضری ہو جاتی تو سیفی صاحب سے پہلے خالہ جی ہماری باز پرس کر چکی ہوتیں۔ یہ محض اس وجہ سے کرتیں کہ ان کو بذات خود تعلیم میں بہت دلچسپی تھی۔ اپنے دونوں بیٹوں کو ہمارے پڑھنے سے پہلے رات کا کھانا دے دیتیں۔ اور مجھے بتایا کہ ہم کھانا اس لئے پہلے کھا لیتے ہیں کہ سیفی صاحب کے شاگردوں کی پڑھائی میں خلل واقع نہ ہو۔ کبھی کوئی خاص چیز ہوتی تو ضرور کھانے کو پیش کرتیں۔ ہمیشہ یہ پوچھتیں کہ HOME WORK کر کے آتے ہو کہ نہیں۔ ایک مرتبہ باتوں باتوں میں کہا کہ پڑھانا بھی ایک صدقہ جاریہ ہے۔ جب آپ لوگ پڑھ جائیں گے تو دوسروں کو بھی فیض پہنچائیں اس میں کنجوسی سے کام نہ لیں۔ یہی ہمارے لئے آپ کی طرف سے صلہ ہے۔

جب کسی گھر میں آنا جانا ہو تو انسان کچھ حد تک بھیدی ہو جاتا ہے۔ سیفی صاحب کی تمام خوبیوں کو چمکانے اور انہیں ایک مضبوط انسان ثابت کرنے میں خالہ سکینہ صاحبہ کا مکمل ہاتھ تھا۔ مثل تو مشہور ہے کہ میاں اور بیوی گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ انگلستان میں تعلیم کے دوران ہمارے ہوسٹل میں ایک فلاسفر بھی رہتا تھا۔ تیز ہوائیں چل رہی تھیں۔ اور ہوسٹل کی بلند عمارت سے ٹکرا کر خوب شور پیدا ہو رہا تھا۔ فلاسفر صاحب کہنے لگے کہ عمارت کی مضبوطی دو چیزوں پر منحصر ہے۔ اینٹیں اول درجہ کی ہوں۔ اور مضبوط سیمنٹ سے ان کی چنائی کی گئی ہو۔ کہنے لگا کہ انسان کی زندگی میں مرد اینٹ ہے تو جس چیز سے چنائی ہے وہ عورت ہے۔ اگر اینٹیں گارے سے چنی جائیں تو عمارت کمزور ہوگی۔ ایسا ہی سیمنٹ کا کردار شوہر کی زندگی میں بیوی کا ہوتا ہے۔

سیفی صاحب نے آج تک جو خدمات بجالائی ہیں ان کے پیچھے ہمیشہ خالہ جی کا حوصلہ' ہمت' انکی قوت اور قربانی کا عمل دخل ہوتا۔

چند سال قبل میں امریکہ سے ربوہ آیا ہوا تھا کہ سیفی صاحب کو گرفتار کر لیا گیا۔ گھر میں سب سے زیادہ پریشانی خالہ جی کو تھی دن رات بے قرار مگر ہر لمحہ دعاؤں میں مصروف۔ جب سیفی صاحب کو چنیوٹ جیل میں منتقل کیا گیا تو ان کے بیٹے اظہر نے مجھے کہا کہ امی بہت اصرار کر رہی ہیں کہ چنیوٹ ملاقات کے لئے لے کر جاؤ۔ اور ساتھ ہی امی کی پرنم آنکھوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ گھر پر تو یہ حال ہے۔ وہاں کیسے لے کر جاؤں۔ اباجان کو پریشان کرنے والی بات ہے۔ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے.... اظہر کو اور مجھے معلوم تھا کہ نرم دل ہونے کے ساتھ ساتھ وعدہ کی بڑی پکی تھیں۔ ہم نے ان سے کہا کہ کل اظہر آپ کو چنیوٹ اس شرط پر لے جائیگا کہ آپ ابھی وعدہ کریں۔ کہ اپنے آپ کو کنٹرول کریں گی۔ فوراً ہنس کر بولیں کہ شام کو بتاؤں گی۔ اور واقعی شام کو وعدہ کر لیا اور ساتھ ہی پیار سے میرے کندھے پر ہاتھ پھیر کر دعائیں دیں۔ جب چنیوٹ ملاقات کرنے گئیں تو اسیر شوہر کو سلاخوں کے اندر حوصلہ دیا۔ سیفی صاحب باوجود کمزور جسم اور بیماری کے اس عمارت کی طرح تھے جو تیز ہواؤں اور طوفانوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی جگہ پر قائم رہتی ہے۔

ہمارے خاندان میں سیفی صاحب کا ہی ایک گھر ایسا ہے جہاں سب رشتہ داروں کا بے تکلف آنا جانا ہے۔ ہر ایک شخص یہ محسوس کرتا ہے کہ جی سب سے زیادہ قربت تو ہمارے ساتھ ہے۔ اگر کبھی کسی کے گھر سے کوئی کھانے پینے کی چیز بطور تحفہ آتی تو اس دن جو مہمان آتا اس کو بھی ضرور پیش کرتیں اور ساتھ بتاتیں کہ یہ تحفہ آیا تھا۔ آیئے لطف اندوز ہوں۔ گھر کا نظم و نسق چلانے میں ایک بہترین منتظمہ تھیں۔ آپ ایک تقویٰ شعار خاتون تھیں بناوٹ اور ظاہرداری کا دور سے واسطہ بھی نہ تھا۔

کچھ لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جب اپنا حق مارا جائے یا کوئی زیادتی کرے تو ہم لوگ واویلا ضرور کرتے ہیں۔ آپ بہت ہی صابر اور شکر ادا کرنے والی خاتون تھیں۔ اور شاید یہ خوبی آپ نے اپنے والد بزرگوار سے وراثت میں پائی تھی۔ میں نے کئی مرتبہ مشاہدہ کیا کہ ان کا کسی نے حق بھی تلف کیا تو آپ بالکل خاموش رہیں۔ دوسروں کے احساس دلانے پر بھی ان کی زبان سے ایک لفظ بھی شکوہ کا نہ سنا۔

پروازی صاحب نے کیا خوب لکھا ہے کہ بڑھاپے میں اپنے خسر محترم ماسٹر عطا محمد صاحب (وفات یافتہ) کی بڑی ہی سعادت مندی سے خدمت کی۔ در حقیقت جہاں ایسی خدمت گزار بہو کا ذکر ہو رہا ہو وہاں محترم ماسٹر صاحب کا ذکر کئے بغیر بات نامکمل رہ جائے گی۔ آپ ایک بہت ہی Disciplined انسان تھے۔ ہر بات ہی میں عبادت سے لے کر کھانے پینے تک۔ آپ ایک ذہین انسان تھے اور ایک خاص مزاج تھا۔ خالہ جی نے اپنے آپ کو اپنے خسر کے مزاج کے مطابق TUNE کر لیا ہوا تھا۔ یہ عادت یا خوبی آج کل تو شاید چراغ لے کر بھی ڈھونڈنے جائیں تو نہ ملے۔ ان خوبیوں کی بھی آج کل کے دور میں Load Sheding لگتی ہے۔ سیفی صاحب نے جب کبھی پڑھائی میں غفلت کی وجہ سے ہمیں سزا دینی ہوتی تو چند روز کے لئے اباجی کے سپرد کر دیتے۔ ایک مرتبہ خالہ جی کو سخت بخار اور فلو تھا۔ ایک رشتہ دار خاتون نے اس دن کھانا پکایا۔ خالہ جی بہت پریشان تھیں کہ اباجی کو معلوم نہیں کہ کھانا پسند آتا ہے کہ نہیں۔ محترم ماسٹر عطا محمد صاحب کے دو ہی تو شوق تھے۔ "اچھا کھانا اور اچھا پڑھانا"

محترم ماسٹر صاحب نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ بہو بیمار ہیں۔ دوپہر کو جو کھچڑی پکائی تھی وہی گرم کر کے دے دیں۔ رشتہ دار خاتون نے چاول گرم کر کے پلیٹ اباجی کو پیش کی۔

باسی چاول گرم کرنے کی بھی خاص ترکیب ہوتی ہے۔ اکثر خاتون یہ جانتی ہیں۔ ہر ایک کو یہ ڈھنگ نہیں آتا۔

جب ماسٹر صاحب نے چاول چکھے تو اس خاتون کو بلایا۔ یہ دیکھتے ہی خالہ سکینہ کی جان نکل گئی۔ کہ شاید بیچاری کی شامت آگئی۔ ماسٹر صاحب نے بہت نرمی اور مزاح سے کام لیتے ہوئے لڑکی سے پوچھا۔ کہ کتنا پڑھی ہوئی ہو۔ اس نے بتایا کہ یونیورسٹی میں پوزیشن لی ہوئی ہے۔ ماسٹر صاحب یہ سن کر مسکرائے اور یہ سن کر شاباش دی کہ پڑھائی میں سونے کا تمغہ بھی لیا ہوا ہے۔ اس کے بعد ماسٹر صاحب نے چاولوں کی پلیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اور اپنے مخصوص انداز میں مسکراتے ہوئے مزاح کے انداز میں کہا کہ "اس میں تو آج تم فیل ہو گئی ہو۔ کھانا پکانے میں بھی گولڈ میڈل حاصل کرو"۔ اور ساتھ ہی اباجی نے ان کو باسی چاول گرم کرنے کا طریق بتایا۔

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

# بھارت کے سیاسی بحران کی شدت

بھارت کے سیاسی بحران میں مزید شدت اس وقت سے پیدا ہو چکی ہے جبکہ حکمران یونائیٹڈ فرنٹ نے جس کا اجلاس سابق وزیر اعظم دیوی گاؤڑا کی صدارت میں ہوا' مخلوط حکومت سے ڈی ایم کے کو نکالنے سے انکار کر دیا۔ اور سری لنکا کے باغی تاملوں سے ہمدردی رکھنے والی اس سیاسی جماعت کو مخلوط حکومت سے الگ کرنے کا کانگریس آئی کا مطالبہ مسترد کر دیا۔ یونائیٹڈ فرنٹ نے کہا کہ ڈی ایم کے کو حکومت سے نکالنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

یونائیٹڈ فرنٹ کی حکومت کانگریس کی حمایت کے سہارے چل رہی ہے۔ کانگریس کے ارکان وزارتوں میں حصہ دار نہیں بلکہ وہ صرف حکومت کو عددی طاقت فراہم کرتے ہیں۔ یونائیٹڈ فرنٹ کے پاس مطلوبہ اکثریت نہیں ہے لہٰذا وہ کانگرس کی حمایت کے بغیر حکومت نہیں چلا سکتی۔

اب بظاہر یہی نظر آ رہا ہے کہ کانگرس گجرال حکومت کی حمایت سے دستبردار ہو جائے گی اس صورت میں بھارت میں نئے انتخابات کا انعقاد ناگزیر ہو جائے گا۔ اور شاید ان سطور کی اشاعت تک یہ فیصلہ ہو بھی چکا ہو۔

کیا نئے انتخابات سے کانگرس کو کوئی فائدہ ہو گا؟ کیا وہ پھر سے اقتدار میں آسکے گی اس بارے میں مبصرین زیادہ پر امید نہیں ہیں۔

ڈی ایم کے پر جین کمیشن کی رپورٹ میں الزام عائد کیا گیا ہے کہ اس جماعت نے آں جہانی راجیو گاندھی کے قاتلوں کی مدد کی تھی۔ اسی الزام کے پیش نظر کانگرس نے ڈی ایم کے کو حکومت سے نکالنے کا مطالبہ کیا ہے۔ ڈی ایم کے نے ان الزامات کی صحت سے انکار کیا ہے۔

کانگرس کو دوبارہ عوامی مقبولیت دلانے کے لئے آں جہانی راجیو گاندھی کی اطالوی نژاد بیوہ سونیا گاندھی نے بھرپور مدد اور تعاون کا عندیہ دیا ہے۔ یاد رہے کہ راجیو گاندھی کی حادثاتی موت کے بعد سونیا کو کانگرس کی صدارت پیش کی گئی تھی مگر انہوں نے اس سے انکار کر دیا تھا۔ پھر کچھ عرصہ تک وہ کانگرس کی سیاست سے الگ رہیں۔ تاہم گذشتہ چند ماہ سے وہ سیاست میں سرگرم ہو چکی ہیں۔ تاہم ان کی سرگرمی کس قدر ہو گی اور ان کو سیاست میں کیا کردار دیا جائے گا۔ ان کو کانگرس کی قیادت پیش کی جائے گی۔ یہ ساری باتیں ابھی طے نہیں کی گئیں۔ تاہم یہ بات واضح ہے کہ سونیا گاندھی اگر کانگرس کی بھرپور حمایت کا اعلان کرتی ہیں تو کانگرس کے تن مردہ میں جان پڑ سکتی ہے۔

○○○

## عراق میں امریکی انسپکٹروں کی آمد

عراق کی طرف سے امریکی معائنہ کار انسپکٹروں کو اجازت دینے کے بعد اقوام متحدہ کے کل 70 میں سے 17 انسپکٹر بحرین سے عراق پہنچ گئے ہیں ان میں 4- افراد امریکی ہیں۔ خیال ہے کہ وہ مزید انسپکٹروں کی آمد سے پہلے ہی اپنا کام شروع کر دیں گے۔ ان کے سپرد یہ کام ہے کہ وہ یہ معائنہ کریں کہ کیا عراق ایسے ہتھیار تو تیار نہیں کر رہا جن کی تیاری سے اسے منع کیا گیا ہے۔ اور یہ کہ کیا عراق خفیہ طور پر کیمیاوی ہتھیار تو نہیں بنا رہا۔

ادھر امریکی صدر بل کلنٹن نے ایک بار پھر کہا ہے کہ عراق سے اقوام متحدہ کی تمام قرار دادوں پر عمل کروایا جائے گا۔ امریکہ نے خلیج میں مزید جنگی طاقت بھیج دی ہے۔ مزید لڑاکا بمبار طیارے کویت اور بحرین پہنچ گئے ہیں۔

امریکہ نے عراق سے پابندیاں اٹھانے کے بارے میں کوئی عندیہ نہیں دیا۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے مستقل رکن ممالک کے درمیان عراق پر سے اقتصادی پابندیاں ہٹانے کے بارے میں طریق کار پر ابھی تک اتفاق نہیں ہو سکا۔ تاہم عراق کے نکتہ نظر سے یہی بات اہم ہے کہ اقتصادی پابندیاں ہٹائے جانے کے مسئلے پر بات شروع ہو گئی ہے۔ اس بارے میں اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا اجلاس جلد ہو رہا ہے۔

○○○

## ایشیا بحرالکاہل اقتصادی کانفرنس

کینیڈا کے شہر وینکوور میں ایشیا اور بحرالکاہل کے ممالک کی اقتصادی کانفرنس کا اجلاس شروع ہو گیا ہے۔ اس کانفرنس میں متعدد ممالک میں اقتصادی مسائل زیر بحث لائے جائیں گے۔ چند ہفتے قبل بنکاک کی سٹاک مارکیٹ کو جو دھچکا پہنچا تھا اس کی وجہ سے کئی ممالک کے سٹاک ایکس چینج کو سخت نقصان پہنچا تھا۔ اس کانفرنس میں خاص طور پر اس صورت حال کو زیر بحث لایا جائے گا۔ اور منڈیوں کے اتار چڑھاؤ سے ہونے والے نقصانات سے بچنے کا طریق سوچا جائے گا۔ اس سلسلے میں ایک ایسا فنڈ قائم کرنے کی تجویز پر بھی غور ہو گا جو ایسی ہنگامی صورت حال میں کام آ سکے۔

سٹاک مارکیٹیں بہت حساس ہوتی ہیں۔ اور کسی افواہ یا اندیشہ کے تحت ان کی صورت حال پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔

○○○

## یورپین یونین کا سربراہ اجلاس

لکسمبرگ میں یورپی یونین کا سربراہ اجلاس شروع ہو گیا ہے۔ جرمنی' برطانیہ فرانس سمیت کئی ملکوں کے سربراہ اس میں شامل ہو رہے ہیں اس کانفرنس کے ایجنڈے میں خاص طور پر بے روزگاری کے مسئلے پر بحث کی جائے گی۔ اس کے علاوہ محنت کشوں کی حالت بہتر بنانے پر بھی غور کیا جائے گا۔ یورپی یونین کی اس سربراہ کانفرنس میں جو ایک اہم مسئلہ زیر بحث آنے کی توقع ہے۔

---

یادِ رفتگان

عبدالحمید طاہر معلم وقف جدید

# محترم ریحان خان صاحب

خاکسار آج اپنے ایک ایسے پھوپھا جان کے ذکر خیر کی توفیق پا رہا ہے جو آج اس دنیائے فانی میں موجود نہیں بیس سال کا عرصہ گزرا کہ اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ مگر ان کی یاد اب تک ہمارے دلوں میں قائم ہے اپنے کیا غیر بھی بڑی محبت سے آپ کو یاد کرتے ہیں۔ آپ کا نام ریحان خان تھا۔

آپ کا تعلق شہر ڈیرہ غازیخان کے بہت ہی قریبی موضع کوٹ ہیبت اور گاؤں اسماعیل والہ سے تھا۔ 1934ء کے بعد رانا فیض بخش نون جو کہ ایک بہت ہی کامیاب داعی الی اللہ تھے کی کوششوں سے موضع کوٹ ہیبت سے احمدیت میں داخل ہونے والے ابتدائی خوش نصیبوں میں سے تھے۔

آپ بالکل ان پڑھ تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو بات کرنے کا سلیقہ ایسا عطا کیا ہوا تھا کہ کوئی مقابل پر آنے والا آپ کے سامنے ٹھہر نہ سکتا۔ آپ کی دعوت الی اللہ بڑی حیرت انگیز تھی کھل کر دعوت الی اللہ کرتے۔ عدالت میں ہر مال پٹواری۔ وکلاء صاحبان آپ کو دو طرح سے خوب پہچانتے تھے۔ ایک یہ کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی تھے دوسرے یہ کہ ان پڑھ ہونے کے باوجود حاضر جواب اور ایسے سلیقہ سے بات کرنے والے کہ ہر ایک آپ کی بات سے مطمئن ہو جاتا۔

ہمارے گاؤں میں کوئی سکول نہ تھا آپ کی کوششوں سے پرائمری سکول کا اجراء ہوا۔ سکول کے لئے جگہ اور پھر کمرہ مہیا کر دیا اور پھر بڑے شوق سے سکول کے ملحق بیت الذکر تعمیر کرائی آپ ایک کامیاب داعی الی اللہ تھے۔

آپ پیشہ کے لحاظ سے بہت محنتی کاشتکار اور مشہور ترکھان بھی تھے۔ ساتھ ساتھ کنوئیں کھودنے کا کام ٹھیکہ پر لیتے ان تینوں پیشوں میں آپ بہت مشہور تھے۔ آپ سخت محنتی اور سخت جان تھے مگر دل کے بہت نرم تھے آپ اتنے بڑے زمیندار تو نہ تھے مگر بہت خوشحال تھے اپنی زمین پر ایسے غریبوں کو بٹھاتے جن کو کوئی بیٹھنے کی جگہ میسر نہ ہوتی۔ آپ کی زمین پر گویا کہ ایک غریبوں کی بستی آباد تھی ان غریبوں کی ضرورتوں کا خیال رکھتے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ جب فوت ہوئے تو انہی لوگوں میں سے ایک بہت ہی بوڑھی غریب عورت لٹھ کا سہارا لئے ہمارے گھر آئی۔ ہمارے پھوپھا جان کے احسانوں کا ذکر کرتے کرتے آبدیدہ ہو گئی۔ ابھی چند دن ہوئے خاکسار کی آپ کے مزارعہ جو کہ غیر از جماعت تھے سے ملاقات ہوئی اس کے ساتھ اس کے دو بڑے بیٹے بھی تھے۔ پہلے تو باپ نے پھوپھا جان کے احسانوں اور نیک سلوک کا ذکر بڑی محبت سے شروع کیا پھر بیٹوں نے آپ کے حسن سلوک اور پیار و محبت کی باتیں اس طرح سنائیں جس طرح ایک شفیق باپ کا ذکر خیر اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹے چھیڑا کرتے ہیں۔ اور بار بار اس بات کو دھراتے کہ کاش آج آپ زندہ ہوتے اور ہم ان کے احسانوں اور نیک سلوک کے بدلے چکاتے کیونکہ انہوں نے غربت کے دنوں میں ہمارا بہت خیال رکھا۔ خوشحالی کے باوجود بھی بہت سادہ زندگی بسر کی صفائی کو بہت پسند کرتے۔ مگر ٹھاٹھ بھاٹھ کو کبھی اپنے قریب نہ بھٹکنے دیا۔

آپ نے دو بیویاں کیں دونوں سے یکساں سلوک تھا۔ امامت سے بہت محبت تھی امام جماعت کی باتوں کو سننے کا بہت شوق تھا۔ الفضل کسی دوسرے کو پڑھنے کے لئے دیتے اور خود غور سے سنتے۔ بڑھاپے میں جب قوت سماعت کمزور ہو گئی تو خطبہ کے وقت آپ خطیب کے بہت ہی نزدیک ہو جاتے اور بڑے اطمینان سے حضرت صاحب کے فرمودات سنتے۔

مرکز (ربوہ) سے آپ کو بہت محبت تھی اوائل میں آپ نے دارالفضل میں ایک کنال زمین خرید کی اور 1956ء کے بعد وہاں رہائش کی غرض سے ربوہ تشریف لے آئے ان دنوں محلہ "دارالفضل" غیر آباد تھا کچھ دیر بعد پھر واپس ڈیرہ غازیخاں چلے گئے۔

متعدد بار رہائش کے لئے ربوہ تشریف لاتے کچھ سالوں کے بعد واپس اپنی زمینوں پر چلے جاتے۔

آپ نے وصیت کی توفیق بھی پائی۔ وصیت کا چندہ اور دیگر چندہ جات باقاعدگی سے ادا کرتے جب آپ فوت ہوئے تو وصیت کا نہ صرف حساب کتاب پاک صاف تھا بلکہ اچھی خاصی رقم زیادہ ادا کر چکے تھے۔ پابند عبادات اور دعاگو وجود تھے مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ کسی غریب کی مدد خواہ اپنا ہوتا یا پرایا کرتے تو اس کا اظہار کسی کے آگے نہ کرتے۔ آخری بار ربوہ جب رہائش کے لئے تشریف لے آئے تو یہیں کے ہو کر رہے۔ 1976ء میں آپ نے وفات پائی۔ تقریباً اکیس (21) سال سے بہشتی مقبرہ میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے قرب میں جگہ دے اور غریق رحمت کرے۔ آپ کی اولاد کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین

○○○

بقیہ صفحہ 5

میں انگریزی کی کاپی تھامے ماسٹر صاحب کے پہلو میں بیٹھا تھا۔ موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں نے بھی ماسٹر صاحب سے تھوڑی سی دل لگی کی۔ اور ان کے کان میں کہا کہ آج معلوم ہوا ہے کہ خالہ سکینہ آپ کا مزاج سمجھتی ہیں۔ اور آپ کی پسند کا کھانا پکاتی ہیں۔ ماسٹر صاحب اپنے مخصوص انداز میں مسکراتے ہوئے اور واہ واہ کرتے ہوئے بولے۔

"اسیں تے اونوں گولڈ میڈل دتا ہویا ہے"

محترم ماسٹر صاحب کے شاگرد یہ جانتے ہیں کہ جس کو ماسٹر صاحب نے گولڈ میڈل دے دیا اس کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# واقفینِ نو!

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفین نَو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

منور احمد ابن نصر اللہ خاں نارووال شہر

محمد وقاص صفدر ابن محمد صفدر نارووال شہر

عاقب محمود
ابن طاہر احمد ربوہ

حماد احمد
ابن محمد اصغر ربوہ

فراز احمد بٹ
ابن مشتاق احمد بٹ لاہور

نجیل احمد طاہر
ابن نور احمد ربوہ

جلیس احمد
ابن مبارک احمد بابر ربوہ

آفاق احمد بٹ
ابن مشتاق احمد بٹ لاہور

عمر حیات
ابن رانا رشید احمد ربوہ

ظفر اللہ احمد
ابن غفور احمد ربوہ

اسامہ یاسر
ابن محمد یونس طاہر ربوہ

فرخ محمود
ابن محمد شریف گھمن ربوہ

معیار کیا ہو گا۔

خسر سے کیوں نہ گولڈ میڈل ملتا۔ ماسٹر صاحب کو مغرب کی عبادت کے بعد رات کا کھانا کھانے کی عادت تھی۔ اور آپ اس میں بھی وقت کی پابندی پسند کرتے تھے۔ خالہ جی ہمیشہ سیفی صاحب کے ساتھ رشتہ داروں کے گھر ملنے جاتیں۔ جونہی شام ہونے لگتی۔ یہ کہہ کر اجازت لیتیں کہ جا کر اباجی کو کھانا دینا ہے۔ اگر کسی رشتہ دار کی شادی پر بھی گئی ہوتیں تو وقت پر گھر آجاتیں کہ وقت پر اباجی کو کھانا دینا ہے۔ میں نے یہ بارہا مشاہدہ کیا کہ وقت پر عبادت کے بعد جس چیز کی سب سے زیادہ پابندی کرتیں وہ ان کا خسر کو کھانا دینا تھا۔

آپ کی طبیعت اور مزاج میں نرمی بھی تھی اور مٹھاس بھی تھی۔ سخت سے سخت طبیعت والے انسان سے بھی نرمی سے پیش آتیں۔ اور اگر کوئی غصہ بھی کرتا تو اس کے غصہ کو اپنی طبیعت کی مٹھاس سے dilute کر لیتیں۔ خالہ جی کی طبیعت کی مٹھاس سے زیادہ ان کی اولاد میں سب سے بڑے بیٹے میں دیکھی جا سکتی ہے۔ جہاں بیٹے نے باپ اور دادا کی ذہانت پائی وہاں ان کو والدہ کی سب خوبیاں بھی ورثہ میں ملیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ خالہ جی کے درجات بلند فرماتا رہے۔ اور ان نیکیوں کو ان کی اولاد میں جاری رکھے۔

OOO

بقیہ صفحہ 1

مظہر بنتے ہوئے غناء کی صفت بھی اپنے اندر پیدا کرنے کی توفیق اپنے رب سے پائے۔ پھر وہ ایک معنی میں غنی بھی بن جاتا ہے' ایک معنی میں وہ ربوبیت بھی کرتا ہے اور رحمانیت کے جلوے بھی دکھاتا ہے۔ رحیمیت کے جلوے بھی دکھاتا ہے۔ وہ معاف بھی کرتا ہے اور مالک یوم الدین کے جلوے بھی دکھاتا ہے۔ لیکن یہ نسبتی اور طفیلی چیزیں ہیں۔ انسان اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اور اس کی دی ہوئی توفیق سے صفات باری کا مظہر بنتا ہے۔ اگر خدا کا سہارا نہ ہو تو پھر خدا تعالیٰ کی صفات کا کون مظہر بن سکے؟ ہاں جب اللہ تعالیٰ خود اپنا سہارا دیتا ہے اور اپنے فضل سے نوازتا ہے تو انسان اس کی صفات کاملہ کا محدود دائرہ میں اور طفیلی طور پر مظہر بھی بنتا ہے اور اپنی اپنی استعداد کے مطابق بنتا ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ نے فرمایا (-) کامل غناء والی ذات تو اللہ کی ہے اور وہ غنی ہونے کے لحاظ سے تمہارا محتاج نہیں ہے اور الغنی کے اندر یہ مفہوم بھی آگیا (جس کو پہلے فقرہ میں کھول کر بیان کیا گیا تھا) کہ تم میں سے ہر ایک کو اس کی احتیاج ہے۔ تم زندہ نہیں رہ سکتے جب تک حیّ خدا تمہاری زندگی کی ضرورت کو پورا کرنے والا نہ ہو۔ اور اپنی حیات کاملہ سے تمہیں ایک عارضی زندگی نہ عطا کرے۔ تمہاری استعدادیں اور قوتیں قائم نہیں رہ سکتیں۔ جب تک کہ خدائے قیوم کا تمہیں سہارا نہ ملے۔ سب تعریفوں کی مالک اس کی ذات ہے۔ اس لئے وہ تمہاری احتیاجوں کو پورا کرتا ہے اور تمہارے دل سے یہ آواز نکلتی ہے (-) تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے چونکہ تم اس کے محتاج ہو اور وہ تمہارا محتاج نہیں اس لئے تم اپنی فکر کرو (-) اگر وہ چاہے تو روحانی حیات سے تمہیں محروم کر دے (-) اور ایک اور ایسی قوم پیدا کر دے۔ جو اپنے کو اس کے لئے فنا کر دے اور اس میں ہو کر ایک نئی زندگی پائے۔

(از خطبہ 18-اخاء 1347ھش)

OOO

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# خبریں

**ربوہ: 26- نومبر-1997ء**
درجہ حرارت کم از کم 11 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 20 درجے سنٹی گریڈ

○ حکومت نے پارلیمنٹ کے اختیارات میں اضافہ سے متعلق آئینی ترامیم کا بل منگل کے روز پاس کروانے کا فیصلہ کر رکھا تھا لیکن ایک شخصیت کے پیغام پر یہ فیصلہ موخر کر دیا گیا اور بعد میں فیصلہ کیا گیا کہ اب یہ کام جمعرات کی شام قومی اسمبلی اور سینٹ کے اجلاسوں میں کیا جائے گا۔ اور اسی لئے ارکان پارلیمنٹ و سینٹ کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ہمہ وقت وفاقی دارالحکومت میں موجود رہیں توقع ہے کہ اس بارے میں حتمی فیصلہ جمعرات کے روز ہو جائے گا۔ نواز شریف کے حلیفوں سے مشورے جاری ہیں۔

○ معلوم ہوا ہے کہ حکومت نے عدالتی ریفارمز کے سلسلے میں 15 ویں آئینی ترمیم کا مسودہ تیار کر لیا ہے جس کے ذریعے آئین کے گیارہ آرٹیکلز میں ترمیم کی جائے گی۔ اسی سلسلے میں صدر کو 24 گھنٹوں کے اندر کسی آئینی ترمیم یا قانون پر دستخط کا پابند بنایا جائے گا۔ سینئر ترین جج سپریم کورٹ کا چیف جسٹس مقرر ہو گا۔ اس سلسلے میں پاکستان مسلم لیگ اور اس کی حلیف جماعتوں کی قومی اسمبلی اور سینیٹ میں پارلیمانی پارٹیوں کے مشترکہ اجلاس طویل مشاورت کی گئی۔ لیکن اس اجلاس میں جمہوری وطن پارٹی کے ارکان نے شرکت نہیں کی۔ پارلیمانی پارٹی کے اجلاس سے قبل سیکورٹی افسروں اور سرکاری افسروں کو بھی اجلاس سے نکال دیا گیا۔

○ فوج کے محکمہ تعلقات عامہ انٹر سروسز پبلک ریلیشنز (ISPR) کے ترجمان نے کہا ہے کہ آئینی بحران کے حل کے سلسلے میں فوج کی کوششوں کے باوجود بحران کا حل بدستور ریاستی اداروں کی ہی ذمہ داری ہے جس کے لئے انہیں وقت دلا دیا گیا ہے۔ اور فوج کسی قسم کی پاور شیئرنگ نہیں چاہتی۔ معاملات حل کرنے کے لئے آرمی چیف نے قومی مفاد میں کردار ادا کیا ہے تاکہ اس بحران کے حل کے لئے وقفہ حاصل کیا جاسکے۔ جو ناقابل حل بنتا جا رہا تھا۔ ترجمان نے کہا کہ فوج اپنے آئینی کردار کی حدود اور ذمہ داریوں سے آگاہ ہے اسے سیاست سے کوئی غرض نہیں۔ انہوں نے اخبارات سے کہا ہے کہ غیر ذمہ دارانہ بیانات سے فوج کا امیج خراب نہ کیا جائے۔

○ پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن اور قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ موٹروے نمود و نمائش سے نواز شریف عوام کی توجہ مسائل سے نہیں ہٹا سکتے۔ انہوں نے کہا کہ مہنگائی بیروزگاری اور روپیہ کی قیمت میں ریکارڈ کمی نے عوام کا جینا دوبھر کر رکھا ہے۔ اس کی آڑ میں چھوٹے صوبوں کے ترقیاتی منصوبے منسوخ کر دئے گئے ہیں ملازمتوں سے نکالے گئے نوجوان خودکشی کر رہے ہیں انہوں نے الزام لگایا کہ موٹروے کی آڑ میں حکومت نے اپنے حواریوں کو اربوں کے "کک بیکس" دئے ہیں۔

○ جمہوری وطن پارٹی کے سربراہ نواب محمد اکبر بگٹی نے کہا ہے کہ حکومت صدر کا مواخذہ کرنے کی اہل نہیں رہی۔ فیصلہ ہوا تو ساتھ نہیں دیں گے۔ کسی کے ملازم نہیں فی سبیل اللہ حکومت کا ساتھ دے رہے ہیں۔ 8 ویں ترمیم کے خاتمے سے اختیارات کا کندھا بالکل لٹک گیا ہے۔ پاکستان میں جمہوریت کبھی موجود نہیں رہی۔ ہاں اگر گدھے کا نام جمہوریت رکھ دیا جائے تو پاکستان میں بہت گدھے ہیں۔ دعا ہی کر سکتے ہیں کہ خدا حکمرانوں کو اور ہمیں راہ راست پر لائے۔

○ سیکرٹری دفاع نے کہا ہے کہ ایٹمی پروگرام پر دباؤ قبول نہیں کریں گے اور نہ فوج میں ڈاؤن سائزنگ ہو گی۔ روپے کی قیمت میں کمی اور افراط زر سے دفاعی بجٹ بری طرح متاثر ہوا ہے۔ تینوں افواج نے ترجیحات کا از سر نو تعین کر لیا ہے۔ کلنٹن انتظامیہ پر موقف واضح کر دیا ہے کہ اگر ایف 16 طیارے نہ ملے تو پاکستان امریکی اور بین الاقوامی عدالتوں سے رجوع کرے گا۔ کشمیر مسئلہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کے تحت حل کیا جائے۔ پاکستان چین کے خلاف کسی علاقائی سازش میں شریک نہیں ہو گا۔ چین ہمارا مخلص، آزمودہ اور امن پسند دوست ہے۔

○ سابق وفاقی وزیر ڈاکٹر شیر افگن نے کہا ہے کہ سپریم کورٹ آئین کا ڈھانچہ تبدیل کرنے والی ترامیم معطل کر سکتی ہے۔ ایوان کے اندر تبدیلی مشکل ہے۔ قومی حکومت تشکیل دیئے بغیر حالات ٹھیک نہیں ہو سکتے۔

○ پنجاب بھر میں ہلکی بارش ہوئی۔ اکثر شہروں کے سکولوں اور دفاتر میں حاضری کم رہی صوبہ سرحد کے بھی بعض علاقوں میں بارش ہوئی سیالکوٹ میں 40 ملی میٹر بارش ہوئی اور گوجرانوالہ کی سڑکوں پر 4 فٹ پانی کھڑا ہو گیا۔

○ اقوام متحدہ کے معائنہ کاروں نے عراق میں اسلحہ کی تلاش میں بعض مقامات کا معائنہ کرنا چاہا تو انہیں بتایا گیا کہ یہ صدارتی محل کا حصہ ہے اس پر معائنہ کاروں نے کہا ہے کہ ہتھیاروں کے ذخائر کی جگہ کو "صدارتی محل" قرار دینا حیرت انگیز ہے۔ امریکہ نے کہا ہے حساس مقامات اور صدارتی محل جیسے علاقوں کو معائنہ کاروں کے دائرہ سے باہر نہیں رکھا جاسکتا۔ صدر کلنٹن نے کہا ہے کہ عراق اعتراف کر چکا ہے کہ اس کے پاس خطرناک ہتھیار موجود ہیں اب وہ معائنہ بھی کرنے دے۔

○ امریکی صدر بل کلنٹن نے وائٹ ہاؤس میں یہ اعلان کیا ہے کہ کہ امریکہ چین کو سرٹیفکیٹ جاری کر دے گا کہ وہ ایٹمی ہتھیار تیار کرنے کے پروگرام میں دوسرے ممالک کو مدد فراہم نہیں کر رہا۔

○ باوثوق ذرائع کے مطابق "ڈش انفریشن" مہم نے صدر وزیراعظم مصالحت کو مشکل بنا دیا ہے۔ ڈش انفریشن کا مقصد حکومت اور فوج میں دوری کا تاثر دینا تھا۔ "ایوان میں تبدیلی" کی کوششیں صدر کے کردار کو مشکوک بناتی ہیں۔ فوج آرمی چیف کے بارے میں غلط خبروں سے آگاہ ہے۔ بعض ناکارہ سیاست دان اور صحافی ایک سابق گورنر کی رہنمائی میں "سازش" کے ذمہ دار ہیں۔ انہیں ایوان صدر تک عام رسائی حاصل ہے۔ صورت حال بگڑنے پر وزیراعظم نے آرمی چیف سے کردار ادا کرنے کو کہا۔ جنہوں نے مواخذے کی تحریک رکوائی اور وزیراعظم کو ضمانت دی۔

○ وفاقی حکومت نے یکم جنوری 1998ء سے پرچون کی سطح پر جنرل سیلز ٹیکس نافذ کرنے کا حتمی فیصلہ کر لیا ہے اس سلسلہ میں سنٹرل بورڈ آف ریونیو نے حکام کو ہر طرح کی تیاری مکمل کرنے کا باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے۔

○ اوکاڑہ چھاؤنی کے قریب چیک پوسٹ پر پولیس کی وردیوں میں ملبوس مسلح ڈاکو ناکہ لگا کر گاڑیوں کو لوٹتے رہے۔ اور لاکھوں روپے کے زیورات و نقدی لے کر فرار ہو گئے۔

○ پنجاب میں فرقہ واریت کے بڑھتے ہوئے واقعات کے پیش نظر وزیر اعلیٰ کی ہدایت پر پنجاب بھر میں قائم دینی مدارس کے بارے میں تفصیلات اکٹھی کی جا رہی ہیں۔ اس ضمن میں صوبے کے تمام تھانوں کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔ اور اساتذہ و طلباء کے بارے میں تفصیلی رپورٹ یکم دسمبر تک وزیر اعلیٰ پنجاب کو پیش کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

پاک گولڈ سمتھ اقصیٰ روڈ ربوہ
فون: دوکان 212750
میاں عبدالمنان ناصر ابن میاں عبدالسلام صاحب گھر 211749

سنگ مرمر کی اعلیٰ کوالٹی میں خوبصورت و پائیدار کتبے
ریٹ مناسب۔ کام معیاری اور حسب وعدہ
رفیق ماربل ڈیزائنر نزد دفاتر انصار اللہ یادگار روڈ۔ ربوہ
فون دکان 999 — گھر 212891

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھُوَالنَّاصِر
کراچی میں اعلیٰ زیورات
خریدنے کے لئے آپ کا
شوروم
نیو الرّحیم
جیولرز
خورشید مارکیٹ حیدری۔ کراچی
فون 3442 - 664 - 664-0231
فیکس 6643299 (21 - 92)